ہجر المبتدع

(اساس اور حکمت)

مستفاد از کلام

معالي الشيخ

صالح بن عبد العزيز بن محمد آل الشيخ

غفر الله له ولوالديه ولأهل بيته

إعداد

الطاف الرحمن ابو الكلام سلفی

مراجعه

ابو المیزان

صوبائی جمعیت أهل حدیث ممبئی

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہید

دین اسلام ایک محکم قلعہ ہے، جس کی فصیلیں کتاب اللہ کی آیات اور اس کی بنیادیں سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر استوار ہیں۔ اس قلعے کی حفاظت دو محاذوں پر ہمیشہ سے مطلوب رہی ہے: ایک بیرونی حملہ آوروں سے، جو کفار و مشرکین ہیں، اور دوسرا اُن داخلی نقب زنوں سے، جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اس کی بنیادوں میں بدعت و ضلالت کا زہر گھولتے ہیں۔ تاریخِ اسلام کے ہر دور میں، اہلِ حق اور پاسبانانِ شریعت نے یہ حقیقت واشگاف کی ہے کہ دین کے لیے داخلی فتنہ، خارجی یلغار سے کہیں زیادہ مہلک اور خطرناک ہے۔ بدعت کا فتنہ بظاہر معمولی نظر آتا ہے، مگر یہ وہ دیمک ہے جو دھیرے دھیرے دین کی اصل روح کو کھوکھلا کر دیتی ہے، شریعت کی تابناک صورت کو مسخ کر دیتی ہے اور امت کو وحدت کے بجائے افتراق کی راہ پر ڈال دیتی ہے۔

اسی لیے ائمہ سلف اور اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک، سنت پر استقامت اور اہلِ بدعت سے بیزاری محض ایک فروعی مسئلہ نہیں، بلکہ عقیدہ و منہج کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اساسی اصل ہے۔ یہ وہ کسوٹی ہے جو حق و باطل، سنت و بدعت اور ہدایت و ضلالت کے مابین خطِ امتیاز کھینچتی ہے۔

آج جب کہ فکر ونظر کی آزادی کے نام پر ہر گمراہی کو گوارا کیا جارہا ہے اور ''دعوتی حکمت'' کی آڑ میں منہجِ سلف کے اصولوں کو پسِ پشت ڈالا جارہا ہے، تو اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ اس مسئلے کو پوری قوت اور علمی بصیرت کے ساتھ از سرِ نو واضح کیا جائے، تاکہ امت اپنے دین کی اصل پاکیزگی کی طرف لوٹ سکے اور ان فتنوں سے خود کو محفوظ رکھ سکے جو دین کے نام پر دین کی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔

اس موضوع کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ علماء نے اس پر مستقل تصانیف لکھی ہیں، جن میں شیخ خالد بن ضحوي الظفيري حفظہ اللہ کی کتاب ''إجماع العلماء على الهجر والتحذير من أهل الأهواء'' ایک نمایاں مقام رکھتی ہے، جس میں انہوں نے اہل بدعت سے علیحدگی اور ان سے خبردار کرنے پر علماء کے اجماع کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ یہ اصول امت کو بدعات کے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔

زیرِ نظر تحریر میں ہم اسی نازک مگر اہم موضوع پر ائمہ دین کی تعلیمات کا خلاصہ، خصوصاً معالی الشیخ صالح بن عبد العزیز آل الشیخ حفظہ اللہ تعالی کی شرح ''لمعة الاعتقاد: ۱۵۴-۱۵۷]'' میں بیان کردہ نکات کی روشنی میں پیش کریں گے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ اہلِ بدعت سے ہجران کا اصول کیوں اور کس قدر اہمیت کا حامل ہے؟!

❑ ہجرانِ اہلِ بدعت: سنت کی ایک اساسی اصل:

شریعت کی عمارت جن بنیادوں پر قائم ہے، ان میں سے ایک اہم اور کلیدی بنیاد "الولاء والبراء" ہے، یعنی اللہ کے لیے دوستی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی۔ اس اصول کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ جس طرح اہلِ ایمان اور متبعین سنت سے محبت ونصرت قائم کی جائے، اسی طرح دین میں نت نئی راہیں نکالنے والے اہلِ ہویٰ و بدعت سے بیزاری، علیحدگی اور مکمل فکری و عملی جدائی اختیار کی جائے۔ یہی وہ منہج ہے جس کی وصیت ائمہ اہلِ سنت نے ہر دور میں کی ہے۔

○ چنانچہ امام موفق الدین ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کے اس قول کی، جو اہلِ سنت کے عقائد کا جوہر ہے:

"وَمِنَ السُّنَّةِ: هِجْرَانُ أَهْلِ البِدَعِ وَمُبَايَنَتُهُمْ، وَتَرْكُ الجِدَالِ وَالخُصُومَاتِ فِي الدِّينِ، وَتَرْكُ النَّظَرِ فِي كُتُبِ المُبْتَدِعَةِ، وَالإِصْغَاءِ إِلَى كَلَامِهِمْ، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ فِي الدِّينِ بِدْعَةٌ".

اور سنت میں سے یہ بھی ہے کہ اہلِ بدعت سے علیحدگی اختیار کی جائے، ان سے جدا رہا جائے، دین میں لڑائی جھگڑے اور بحث ومباحثے کو ترک کیا جائے، بدعتیوں کی کتابوں کو دیکھنے اور ان کی باتوں کو سننے سے گریز کیا جائے، اور دین میں ہر نئی ایجاد کردہ چیز بدعت ہے۔ [لمعۃ الاعتقاد لابن قدامہ: ۴۰، ۴۱]

○ اس کی تشریح کرتے ہوئے شیخ صالح آل الشیخ حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَهَذَا هُوَ الَّذِي كَانَ أَئِمَّةُ أَهْلِ السُّنَّةِ يُوصُونَ بِهِ؛ مِنْ عَدَمِ غِشْيَانِ المُبْتَدِعَةِ فِي مَجَالِسِهِمْ وَلَامُخَالَطَتِهِمْ، بَلْ هِجْرَانُهُمْ بِالكَلَامِ، وَهِجْرَانٌ بِالأَبْدَانِ؛ حَتَّى تُخْمَدَ بِدَعُهُمْ، وَحَتَّى لَا يَنْتَشِرَ شَرُّهُمْ. فَالدُّخُولُ مَعَ المُبْتَدِعَةِ وَمُسَاكَنَتُهُمْ -سَوَاءٌ كَانَتِ البِدَعُ صَغِيرَةً أَوْ كَبِيرَةً- وَالسُّكُوتُ عَنْ ذَلِكَ، وَعَدَمُ هِجْرَانِهِمْ، وَالِاسْتِئْنَاسُ لَهُمْ، وَعَدَمُ رَفْعِ الرَّأْسِ بِحَالِهِمْ مَعَ بِدَعِهِمْ؛ هَذَا مِنْ حَالِ أَهْلِ الضَّلَالِ. إِذْ أَهْلُ السُّنَّةِ تَمَيَّزُوا بِأَنَّهُمْ لَهُمُ المَوْقِفُ الأَعْظَمُ الَّذِي فِيهِ القُوَّةُ وَالشِّدَّةُ مَعَ أَهْلِ البِدَعِ مَهْمَا كَانَتِ البِدَعُ، فَيَهْجُرُونَ أَهْلَ البِدَعِ".

یہی وہ اصول ہے جس کی ائمہ اہلِ سنت وصیت کیا کرتے تھے؛ یعنی بدعتیوں کی مجالس میں نہ جایا جائے، نہ ان سے میل جول رکھا جائے، بلکہ ان کا قولی و عملی دونوں طرح ہجران اور بائیکاٹ کیا جائے؛ تاکہ ان کی بدعتیں دب جائیں اور ان کا شر پھیلنے نہ پائے۔ پس اہلِ بدعت کے ساتھ گھلنا ملنا اور ان کے ساتھ رہائش رکھنا–خواہ بدعت چھوٹی ہو یا بڑی–اور اس پر خاموشی اختیار کرنا، ان سے علیحدگی نہ برتنا، ان سے اُنسیت رکھنا اور ان کی بدعات کے باوجود ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنا؛ یہ سب اہلِ ضلالت کا طریقہ ہے۔ کیونکہ اہلِ سنت کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ اہلِ بدعت کے معاملے میں–خواہ وہ بدعت کیسی ہی کیوں نہ ہو–قوت اور شدت پر مبنی ایک عظیم موقف رکھتے ہیں اور وہ اہلِ بدعت سے ہجران کرتے ہیں۔

یہ نکتہ بلا شبہ اس مسئلے کی روح ہے! ہجران کا مقصد ذاتی عناد نہیں، بلکہ دین کی حفاظت، بدعت کی ترویج کی روک تھام اور خود بدعتی پر بھی ایک طرح کی تادیبی شفقت ہے کہ شاید وہ اپنی گمراہی پر متنبہ ہو کر راہِ راست پر واپس آجائے۔

○ ہجر المبتدع کا مسئلہ کوئی مختلف فیہ مسئلہ نہیں ہے، بلکہ اس اصول کی فرضیت پر ائمہ کا اتفاق ہے، جیسا کہ قاضی ابوالحسینؒ التمامؒ میں فرماتے ہیں:

"لَا تَخْتَلِفُ الرِّوَايَةُ فِي وُجُوبِ هِجْرَانِ أَهْلِ الْبِدَعِ وَفُسَّاقِ الْمِلَّةِ".

اہلِ بدعت اور ملت کے فاسقوں سے ہجران اور علیحدگی کے واجب ہونے میں کوئی اختلافِ روایت نہیں ہے۔ [الفروع وتصحیح الفروع لابن مفلح: ۳/ ۲۶۴]

❑ اہلِ بدعت کون ہیں؟

امام موفق الدین ابن قدامہ رحمہ اللہ مزید وضاحت کرتے ہیں کہ ہر وہ گروہ جو اسلام اور سنت کے علاوہ کسی اور نام سے پہچانا جائے، وہ بدعتی ہے، اور یہ گمراہ فرقے اور بدعتی گروہ ہیں۔ اللہ ہمیں ان سے محفوظ رکھے۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

رافضہ، جہمیہ، خوارج، قدریہ، مرجئہ، معتزلہ کرامیہ، کلابیہ، اور ان جیسے دیگر گروہ۔

یہ سب گمراہ فرقے اور بدعتی جماعتیں ہیں، اللہ ہمیں ان سے اپنی پناہ میں رکھے۔ [لمعة الاعتقاد لابن قدامہ: ۴۱]

❑ شناعتِ بدعت، گناہِ کبیرہ سے زیادہ سنگین جرم:

آج اعتقادی اور منہجی کمزوری کا عالم یہ ہے عموماً لوگ گناہِ کبیرہ مثلاً زنا، چوری، یا شراب نوشی کو تو سنگین سمجھتے ہیں، لیکن بدعت کو ان کے مقابلے میں ایک ہلکا یا محض فکری اختلاف کا معاملہ گردانتے ہیں۔ یہ دین کی تفہیم میں ایک شدید غلطی اور منہجِ سلف سے دوری کا نتیجہ ہے۔ائمہ دین نے بالاتفاق یہ واضح کیا ہے کہ جنسِ بدعت، جنسِ کبائر سے زیادہ شدید، خطرناک اور اللہ کے نزدیک مبغوض ہے۔

① شبہات بمقابلہ شہوات:

کبیرہ گناہوں کا تعلق عموماً شہوات یعنی نفسانی خواہشات سے ہوتا ہے، جبکہ بدعت کا تعلق شبہات یعنی فکری و علمی گمراہی سے ہے۔شہوت کے غلبے میں مبتلا گنہگار اپنے فعل کو گناہ سمجھتا ہے، اس کے دل میں ندامت ہوتی ہے اور اس کے لیے توبہ کی راہ عموماً کھلی رہتی ہے۔اس کے برعکس، بدعتی اپنی بدعت کو عین دین، نیکی اور قربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھتا ہے۔وہ اسے گمراہی نہیں بلکہ ہدایت تصور کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس کا اپنی گمراہی سے رجوع کرنا اور توبہ کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے۔

اس کیفیت کی ہولناکی کو نبی اکرم ﷺ نے ایک عجیب تمثیل سے بیان فرمایا ہے۔

○ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اہلِ بدعت کے بارے میں فرمایا:

”تَتَجَارَى بِهِمُ الْأَهْوَاءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلَبُ بِصَاحِبِهِ، لَا يَبْقَى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ إِلَّا دَخَلَهُ“.

خواہشات و بدعات ان میں اس طرح سرایت کر جاتی ہیں جیسے باؤلے کتے کا زہر اس کے کاٹے ہوئے شخص میں سرایت کر جاتا ہے،کوئی رگ اور کوئی جوڑ ایسا نہیں بچتا جس میں وہ داخل نہ ہو جائے۔[سنن أبي داود: ۴۵۹۷،وحسنہ الألباني]

یہ کیسی خوفناک تصویر کشی ہے! جس طرح باؤلے پن کی بیماری انسان کے پورے وجود پر قابض ہو کر اسے ہلاک کر دیتی ہے،اسی طرح بدعت کا زہر جب کسی کے فکر و عمل میں رچ بس جائے تو اس کی روحانی ہلاکت یقینی ہو جاتی ہے اور اس سے نجات کی امید تقریباً ختم ہو جاتی ہے۔

(2) توبہ کے دروازے کی بندش:

چونکہ بدعتی اپنے عمل کو دین سمجھتا ہے،اس لیے وہ اس سے توبہ کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا۔اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے علماء نے اس حدیث کو نقل کیا ہے، جسے اگرچہ بعض نے ضعیف کہا ہے مگر متعدد طرق کی بنا پر شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

○ مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”أَبَى اللَّهُ أَنْ يَقْبَلَ تَوْبَةَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتَّى يَدَعَ بِدْعَتَهُ“.

اللہ تعالیٰ نے صاحب بدعت کی توبہ قبول کرنے سے انکار فرما دیا ہے، جب تک کہ وہ اپنی بدعت کو چھوڑ نہ دے۔ [سنن ابن ماجہ: ۵۰،شعب الایمان: ۹۴۵۷،المعجم الأوسط: ۴۲۰۲،السلسلة الصحیحة: ۱۶۲۰]

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب تک انسان بدعت پر قائم ہے، وہ گویا توبہ کی شرطِ اول-یعنی گناہ کو گناہ تسلیم کرنے- سے ہی محروم ہے، لہٰذا اس کی توبہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

③ اسلام کی عمارت کو منہدم کرنے کے مترادف:

بدعتی سے میل جول اور اس کی توقیر کو سلف صالحین نے کس قدر سنگین جرم قرار دیا ہے، اس کا اندازہ اس اثر سے لگایا جا سکتا ہے جو ائمہ کبار سے منقول ہے۔

○ امام فضیل بن عیاض اور سفیان ثوری رحمہما اللہ جیسے جلیل القدر ائمہ سے مروی ہے:

”مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ“.

جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی، اس نے درحقیقت اسلام کو ڈھانے میں مدد کی۔ [شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي: ۲۷۳]

کیونکہ بدعتی کی تعظیم کا مطلب اس کی بدعت کو قبولیت بخشنا اور عوام الناس کے لیے اس کی گمراہی کی راہ ہموار کرنا ہے۔ یہ اسلام کی عمارت میں ایک ایسی دراڑ ڈالنے کے مترادف ہے جو بالآخر اس کے انہدام کا باعث بن سکتی ہے۔

❑ **اہلِ بدعت پر رد غیبت نہیں، بلکہ واجبی خیر خواہی اور نصیحت ہے:**

اہل بدعت پر رد اور جرح دین اسلام کا ایک لازمی حصہ ہے، جس کا مقصد دین کو جھوٹوں، بدعتیوں اور گمراہوں کی تحریفات سے محفوظ رکھنا ہے۔

○ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (۱۸۱ھ) کا یہ قول اس کی اساس بیان کرتا ہے:

"الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ."

راویوں کی سند کی تحقیق دین کا حصہ ہے، اور اگر سند نہ ہوتی تو جو شخص جو چاہتا، کہہ دیتا۔ [مقدمۃ صحیح مسلم]

لہذا جس طرح حدیث کے راویوں کو پرکھنا ضروری تھا تاکہ حدیثِ رسول ﷺ محفوظ رہے، اسی طرح آج کے دور میں دین کی دعوت دینے والے داعیوں اور مفکروں کو پرکھنا بھی ضروری ہے تاکہ دین خالص محفوظ رہے۔

اور واضح رہے کہ گمراہ داعیوں کے افکار کی نشاندہی کرنا غیبت نہیں بلکہ "نصیحت" و خیر خواہی۔

○ امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (۱۹۸ھ) سے جب پوچھا گیا کہ کیا آپ کو ڈر نہیں لگتا کہ جن راویوں پر آپ جرح کرتے ہیں، وہ روزِ قیامت آپ کے خلاف مدعی ہوں گے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

"لَأَنْ يَكُونُوا هَؤُلَاءِ خُصَمَائِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ خَصْمِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: لِمَ لَمْ تَذُبَّ الْكَذِبَ عَنْ حَدِيثِي؟"

ان لوگوں کا میرا مدعی بننا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میرے مدعی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، جو یہ پوچھیں کہ تم نے میری حدیث سے جھوٹ کا دفاع کیوں نہیں کیا؟

[الكفاية في علم الرواية للخطيب البغدادي: ٤٤]

لہٰذا ایک سلفی کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف خود بدعت سے بچے، بلکہ حکمت اور دلیل کے ساتھ اہل بدعت کا رد بھی کرے تاکہ دین خالص محفوظ رہے۔ بعض کم علم لوگ اہلِ بدعت پر اس علمی رد کو غیبت قرار دے کر عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ یہ غیبت نہیں بلکہ دین کی حفاظت کے لیے واجب نصیحت ہے۔ سلف صالحین کا عمل اس باب میں بالکل واضح اور خیر خواہانہ تھا۔

○ امام ابو صالح الفرّاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"حَكَيتُ لِيُوْسُفَ بنِ أَسْبَاطٍ عَنْ وَكِيْعٍ شَيْئًا مِنْ أَمرِ الفِتَن، فَقَالَ: ذَاكَ يُشْبِهُ أُسْتَاذَهُ -يَعْنِي: الحَسَنَ بنَ حَيٍّ-. فَقُلْتُ لِيُوْسُفَ: أَمَا تَخَافُ أَنْ تَكُوْنَ هَذِهِ غِيبَةً؟ فَقَالَ: لِمَ يَا أَحْمَقُ، أَنَا خَيْرٌ لِهَؤُلاَءِ مِنْ آبَائِهِم وَأُمَّهَاتِهِم، أَنَا أَنْهَى النَّاسَ أَنْ يَعْمَلُوا بِمَا أَحْدَثُوا، فَتَتْبَعُهُم أَوْزَارُهُم، وَمَنْ أَطْرَاهُم كَانَ أَضَرَّ عَلَيْهِم."

میں نے یوسف بن اسباط کے سامنے وکیع بن الجراح کے حوالے سے فتنوں کے بارے میں کچھ بیان کیا تو انہوں نے کہا: وہ تو اپنے استاد حسن بن حی کے مشابہ ہے۔ میں نے یوسف سے کہا: کیا آپ کو ڈر نہیں لگتا کہ یہ غیبت ہو گی؟ تو انہوں نے فرمایا: کیوں

اے احمق! میں ان لوگوں کے لیے ان کے ماں باپ سے بھی زیادہ خیر خواہ ہوں۔ میں لوگوں کو ان کی ایجاد کردہ بدعات پر عمل کرنے سے روکتا ہوں تاکہ ان کے گناہوں کا بوجھ ان پر نہ آئے، اور جو شخص (ایسے بدعتیوں کی) تعریف کرتا ہے وہ ان کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ [الضعفاء الكبير للعقيلي: ١/ ٢٢٩، سير أعلام النبلاء: ٧/ ٣٦٤]

افسوس کہ آج کے دور میں اہلِ سنت کے اس عظیم اور متفقہ اصول کو طرح طرح کی باطل تاویلات اور نام نہاد مصلحتوں کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔

○ شیخ صالح آل الشیخ اس افسوس ناک صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وَنُلَاحِظُ اليَوْمَ أَنَّهُ فِي هَذِهِ المَسْأَلَةِ فِيهِ تَرْكٌ لِهَذَا الأَصْلِ، فَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ يُخَالِطُ المُبْتَدِعَةَ وَلَا يَهْجُرُهُمْ بِحُجَجٍ شَتَّى: إِمَّا دُنْيَوِيَّةٍ، وَإِمَّا تَارَةً تَكُونُ دَعَوِيَّةً أَوْ دِينِيَّةً. وَهَذَا مِمَّا يَنْبَغِي التَّنَبُّهُ لَهُ وَالتَّحْذِيرُ مِنْهُ؛ لِأَنَّ هِجْرَانَ أَهْلِ البِدَعِ مُتَعَيِّنٌ، فَلَا يَجُوزُ مُخَالَطَتُهُمْ بِدَعْوَى أَنَّ ذَلِكَ لِلدَّعْوَةِ، وَلَا مُخَالَطَتُهُمْ بِدَعْوَى أَنَّ ذَلِكَ لِلدُّنْيَا، وَلَا مُخَالَطَتُهُمْ وَعَدَمُ الإِنْكَارِ عَلَيْهِمْ بِدَعْوَى أَنَّ هَذَا فِيهِ مَصْلَحَةُ كَذَا وَكَذَا، إِلَّا لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْقُلَهُمْ لِمَا هُوَ أَفْضَلُ مِمَّا هُمْ فِيهِ، وَأَنْ يُنْكِرَ عَلَيْهِمْ وَيُغَيِّرَ عَلَيْهِمْ“.

آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس مسئلے میں اس اصل کو ترک کر دیا گیا ہے۔ بہت سے لوگ بدعتیوں سے میل جول رکھتے ہیں اور مختلف حجتوں کی بنا پر ان سے ہجران نہیں کرتے: کبھی یہ حجتیں دنیاوی ہوتی ہیں تو کبھی دعوتی یا دینی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ یہ وہ معاملہ ہے

جس پر متنبہ ہونا اور اس سے خبردار کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اہلِ بدعت سے ہجران متعین اور روا جب ہے، لہٰذا ان سے اس دعوے کے ساتھ میل جول جائز نہیں کہ یہ دعوت کے لیے ہے، اور نہ ہی دنیاوی مقاصد کے لیے ان سے اختلاط جائز ہے۔ اور نہ ہی ان کی بدعات پر انکار کیے بغیر ان سے گھلنا ملنا اس دعوے کے ساتھ جائز ہے کہ اس میں فلاں فلاں مصلحت ہے۔ ہاں! مگر وہ شخص مستثنیٰ ہے جو انھیں ان کی گمراہی سے بہتر حالت کی طرف منتقل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، ان پر نکیر کرتا اور ان کی اصلاح کی کوشش کرتا ہو۔

یہ ایک نہایت ہی اہم اور متوازن وضاحت ہے۔ اصل مقصد بدعتی کی اصلاح اور امت کو اس کے شر سے بچانا ہے۔ اگر کوئی عالم دین یا صاحب بصیرت شخص اس نیت سے کسی بدعتی سے کلام کرتا ہے کہ اس کے شبہات کو زائل کرے اور اسے سنت کی طرف لائے، تو یہ نہ صرف جائز بلکہ مطلوب ہے۔ لیکن عوام الناس کا، یا ان لوگوں کا جن کے خود متاثر ہو جانے کا اندیشہ ہو، بدعتیوں سے میل جول رکھنا، ان کی مجلسوں میں بیٹھنا اور ان سے دوستانہ مراسم استوار کرنا، منہجِ سلف کی صریح خلاف ورزی اور اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

❑ **<u>دفاعِ دین کی صحیح ترجیحات اور ائمہ کرام کی حکمت و بصیرت:</u>**

ایک شبہ جو آج کل کے بعض ”عقل پرست“ اور منہجِ سلف سے ناآشنا لوگ پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اہلِ سنت کے علماء یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار پر رد کرنے کے بجائے

مسلمانوں ہی پر رد کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ اعتراض بظاہر خوشنما مگر درحقیقت حقائق سے نظر چرانے اور ائمہ دین کی حکمتِ بالغہ سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔

○ شیخ صالح آل الشیخ اس شبہے کا ازالہ کرتے ہوئے ایک نہایت بصیرت افروز نکتہ بیان کرتے ہیں:

"الِاهْتِمَامُ بِالسُّنَّةِ وَالرَّدُّ عَلَى المُبْتَدِعَةِ، هَذَا كَمَا تَعْلَمُونَ ظَاهِرٌ فِي حَالِ أَئِمَّةِ أَهْلِ الإِسْلَامِ، فَقَدْ كَانَتْ حَيَاتُهُمْ فِي الرَّدِّ عَلَى المُبْتَدِعَةِ، وَلَمْ يَشْغَلُوا أَنْفُسَهُمْ بِالرَّدِّ عَلَى الكُفَّارِ الأَصْلِيِّينَ مِنَ اليَهُودِ وَالنَّصَارَى... وَجَدْتَ أَنَّ جُلَّ كَلَامِهِمْ وَجِهَادِهِمْ إِنَّمَا هُوَ فِي الرَّدِّ عَلَى المُبْتَدِعَةِ وَفِي نَقْضِ أُصُولِ المُبْتَدِعَةِ... وَذَلِكَ لِأَنَّ شَرَّ المُبْتَدِعِ لَا يَظْهَرُ لِكَثِيرٍ مِنْ أَهْلِ الإِسْلَامِ، وَلَا يُؤْمَنُ عَلَى أَهْلِ الإِسْلَامِ، أَمَّا الكَافِرُ الأَصْلِيُّ مِنَ اليَهُودِ وَالنَّصَارَى فَشَرُّهُ وَضَرَرُهُ بَيِّنٌ وَوَاضِحٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ... فَهَدْيُ أَئِمَّةِ الإِسْلَامِ كَانَ ظَاهِرًا فِي الرَّدِّ عَلَى المُبْتَدِعَةِ، وَالرَّدِّ عَلَى أَهْلِ الأَهْوَاءِ، وَلَمْ يُعْرَفْ عَنْهُمْ كَبِيرُ عَمَلٍ فِي الرَّدِّ عَلَى اليَهُودِ وَالنَّصَارَى".

سنت کا اہتمام اور بدعتیوں پر رد– جیسا کہ آپ جانتے ہیں– یہ ائمہ اسلام کے ہاں ایک ظاہر و باہر امر ہے۔ ان کی زندگیاں بدعتیوں پر رد کرنے میں صرف ہوئیں اور انھوں نے خود کو یہود و نصاریٰ جیسے اصلی کفار پر رد کرنے میں مشغول نہیں رکھا... آپ پائیں گے کہ ان کے کلام اور جہاد کا بڑا حصہ اہلِ بدعت پر رد کرنے اور ان کے اصولوں کو

توڑنے میں صرف ہوا...اوراس کی وجہ یہ ہے کہ بدعتی کا شر اسلام کے بہت سے لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتا، اور اہلِ اسلام اس سے محفوظ نہیں رہتے۔ جبکہ اصلی کافر، مثلاً یہودی اور عیسائی، کا شر اور نقصان ہر مسلمان پر واضح اور عیاں ہوتا ہے... پس ائمہ اسلام کا طریقہ بدعتیوں اور اہل اہواء پر رد کرنے میں بالکل واضح تھا اور ان سے یہود و نصاریٰ پر رد کرنے میں کوئی بڑا کام معروف نہیں۔

یہ ائمہ دین کی کمالِ بصیرت اور فقہ فی الدین کی دلیل ہے۔ وہ جانتے تھے کہ بیرونی دشمن کی پہچان آسان ہے اور اس سے ہر مسلمان طبعی طور پر نفرت کرتا ہے، لیکن وہ دشمن جو دوست کے بھیس میں، اسلام کے نام پر اور نیکی کے عنوان سے دین کی جڑوں کو کاٹ رہا ہو، اس کا فتنہ کہیں زیادہ خطرناک اور اس کی سرکوبی کہیں زیادہ ضروری ہے۔

○ شیخ محترم اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کفار پر رد نہیں کرنا چاہیے، بلکہ یہ ترجیحات کا تعین ہے:

"وَلَيْسَ مَعْنَى ذَلِكَ أَنَّ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ لَا يَنْشَغِلُونَ بِالرَّدِّ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، لَا، وَلَكِنْ نَذْكُرُ مَا تَمَيَّزَ بِهِ أَئِمَّةُ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَإِلَّا فَالرَّدُّ عَلَى كُلِّ مُعَادٍ لِلإِسْلَامِ مِنَ الْكُفَّارِ الأَصْلِيِّينَ وَمِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ مُتَعَيِّنٌ وَفَرْضٌ. لَكِنْ مَنِ انْشَغَلَ بِالرَّدِّ عَلَى الْمُبْتَدِعَةِ لَا يُقَالُ لَهُ: لِمَ تَرَكْتَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيْهِمْ وَانْشَغَلْتَ بِهَؤُلَاءِ؟ نَقُولُ: هَذَا هَدْيُ الأَئِمَّةِ الأَوَّلِينَ، وَكُلٌّ يَرُدُّ فِي مَجَالِهِ؛ مِنَّا مَنْ يَرُدُّ عَلَى الْيَهُودِ

وَالنَّصَارَى، وَمِنَّا مَنْ يَرُدُّ عَلَى المُبْتَدِعَةِ، وَنَحْنُ جَمِيعًا نَكُونُ حَامِينَ لِبَيْضَةِ الإِسْلَامِ...“

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اہلِ سنت کے مومنین یہود ونصاریٰ پر رد کرنے میں مشغول نہیں ہوتے، نہیں! بلکہ ہم وہ بات ذکر کر رہے ہیں جس سے ائمہ اہلِ سنت ممتاز تھے۔ وگرنہ اسلام کے ہر دشمن پر رد کرنا، خواہ وہ اصلی کفار ہوں یا اہلِ بدعت، متعین اور فرض ہے۔ لیکن جو شخص بدعتیوں پر رد کرنے میں مشغول ہو، اسے یہ نہیں کہا جائے گا کہ تم نے یہود ونصاریٰ کو کیوں چھوڑ دیا اور ان پر رد کیوں نہیں کیا اس کے باوجود بدعتیوں پر رد میں مشغول ہو گئے؟ ہم کہیں گے: یہی اولین ائمہ کا طریقہ ہے۔ اور ہر کوئی اپنے میدان میں رد کر رہا ہے؛ ہم میں سے کچھ یہود ونصاریٰ پر رد کرتے ہیں اور کچھ بدعتیوں پر۔ اور ہم سب مل کر اسلام کے مرکز کی حفاظت کرنے والے ہیں...۔ [شرح لمعۃ الاعتقاد للشیخ صالح آل الشیخ: ۱۵۴-۱۵۷]

❑ **خلاصۂ کلام:**

حاصلِ بحث یہ ہے کہ اہلِ بدعت سے ہجران ومباینت اختیار کرنا، ان کی مجلسوں سے دور رہنا اور ان کی تعظیم وتوقیر سے اجتناب کرنا، دین اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے اور یہی سلف صالحین کا متفقہ منہج ہے۔ اس کی بنیاد بغض وعناد پر نہیں، بلکہ دین کی حفاظت، سنت کی محبت اور امت کی خیر خواہی پر ہے۔

آج امتِ مسلمہ کو درپیش لاتعداد فتنوں کا علاج اسی منہجِ سلف کی طرف کامل بصیرت

اور غیر متزلزل عزم کے ساتھ واپس لوٹنے میں مضمر ہے۔

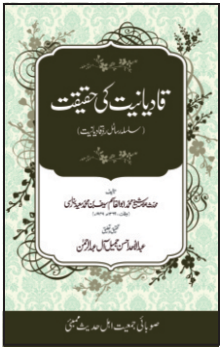
اللہ تعالیٰ ہمیں سنت پر ثابت قدم رہنے اور ہر قسم کی بدعت وضلالت سے اپنی اور امت کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

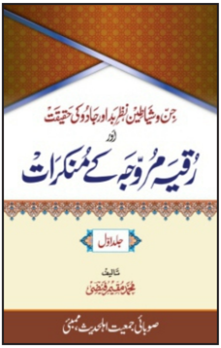
وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

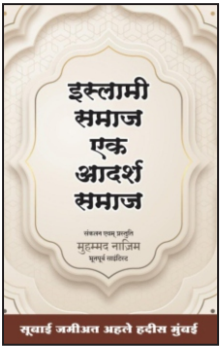
○○○○

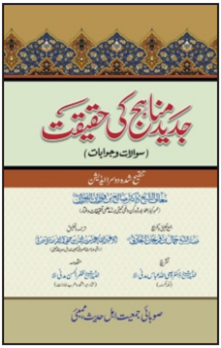
ہماری اہم مطبوعات



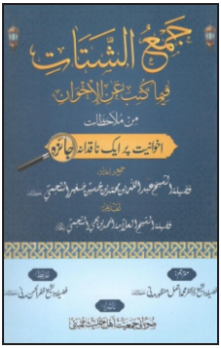




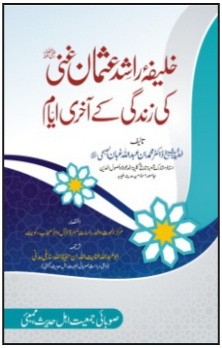












SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070

● Phone : 022-26520077 ahlehadeesmumbai@gmail.com

@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

www.ahlehadeesmumbai.com